نظرات

برادر محترم مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے اپنے چند گذشتہ خطوط میں راقم الحروف کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ کسی بعید زمانہ میں برہان میں یا کسی اور رسالہ میں میرے قلم سے ایسی تحریریں نکلی ہیں جن سے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصاً اور بعض مسائل میں مسلک علمائے دیوبند پر عموماً اعتراض یا طنز کا پہلو نکلتا ہے اور دیوبندی مسلک کے بعض مخالفین انگلینڈ اور عربی ممالک میں ان تحریروں سے ناجائز فائدہ اٹھاکر ان کا چرچا کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مولانا تھانوی ہوں یا دوسرے اکابر دیوبند ان سب کی میرے دل میں وہی عزت اور قدر و منزلت ہے جو اپنے سلف صالحین کی ہے۔ میرے نزدیک یہ سب حضرات اپنے وقت کے خیار و صلحائے امت تھے میں ان کے مسلک کو مسلک حق اور شاہراہ ہدایت سمجھتا ہوں اور خود اس کا قائل اور اس پر عامل ہوں، اس لئے اگر کبھی بغیر قصد و عمد کے میرے قلم سے کوئی ایسا جملہ یا فقرہ نکلا ہے جس سے مسلک دیوبند کا استخفاف نکلتا ہے تو میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔ رہی مولانا تھانوی کی بات تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبدالباری ندوی مرحوم نے اپنی کتاب "جامع المجددین" میں مولانا تھانوی کو "اسوۂ حسنہ" بنا کر پیش کیا تھا، حالانکہ قرآن کے اعلان کے مطابق "اسوۂ حسنہ" صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، اور یہ صرف آپ کی خصوصیت ہے کہ جو کچھ آپ ہم کو دیں ہم بے چون و چرا اسے لے لیں اور جس سے آپ منع فرمائیں اس سے رک جائیں، اس بنا پر میری رائے کتاب کے بارہ میں اچھی نہیں تھی۔ چنانچہ جب میں نے مولانا مرحوم کے سخت اصرار پر جامع المجددین پر تبصرہ لکھنا شروع کیا ہے جو برہان کی سات قسطوں میں شائع ہوا تھا تو میں نے تبصرہ کی شروع قسطوں میں مصنف کے توسط سے بعد اپنے کیا ہے

کہ مختلف معاملات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مولانا تھانوی کے عمل اور بیان کا موازنہ کرتا چلا گیا ہوں اور مصنف سے پوچھا ہے کہ آپ فرمائیے! اسوہ حضور کا عمل ہوگا یا مولانا تھانوی کا۔

میرے اس طرز تحریر سے بہت سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں مولانا تھانوی کی تنقیص کر رہا ہوں لیکن مضمون کی چوتھی قسط سے میں نے جب یہ لکھنا شروع کیا کہ مولانا تھانوی کی اصل عظمت اور شان کیا ہے تو فضا یک بیک بدل گئی اور پھر تو حال یہ ہوگیا کہ جب یہ تبصرہ سات قسطوں میں ختم ہوا ہے تو مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی اور مولانا مسعود علی صاحب (اعظم گڑھ) نے مجھکو مبارک باد کے خطوط لکھے اور دعائیں دی ہیں، علاوہ ازیں حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید خاص (مفتی رشید احمد صدیقی) نے کلکتہ میں سنایا کہ حضرت شاہ صاحب نے ایک مجلس میں جامع المجددین پر تبصرہ کا ذکر فرمایا اور اس پر اپنی مسرت کا اظہار فرما کر تبصرہ نگار کو دعائیں دیں۔ اس داستان سرائی کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب جامع المجددین پر میرے تبصرہ کے شروع کی تین قسطوں کی کسی عبارت سے مولانا تھانوی کے بارہ میں میری رائے پر استدلال کرتے ہیں تو یہ صریحاً سخت ناانصافی اور مجھ پر ظلم ہے۔ پورا تبصرہ از اول تا آخر پڑھکر کوئی رائے قائم کرنی چاہیے

افسوس ہے گذشتہ مئی کی ۱۰ تاریخ کو اردو زبان کے نامور شاعر، ادیب اور نقاد جناب ماہر القادری صاحب کا ۷۲ برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ جدہ میں کوئی بڑا مشاعرہ تھا۔ اس میں شرکت کے لئے گئے تھے۔ بہت رات گئے مشاعرہ میں اپنا کلام سنایا، داد و تحسین سے محفل گونج اٹھی، ادھر سے فارغ ہوکر ابھی قیام گاہ پر آئے ہی تھے کہ اچانک سینہ میں درد اٹھا۔ ادھر بھی اٹھا